بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کلمۃ الحرمین :

لِمَ تَقُوۡلُوۡنَ مَا لَا تَفۡعَلُوۡنَ

کرنے کا اصل کام!

"عید میلاد النبیؐ کے مبارک موقع پر صدرِ مملکت اور وزیرِ اعظم نے قوم کو مبارکباد پیش کرتے ہوئے اپیل کی ہے کہ اس موقع پر یہ عہد کیا جائے، ہم اپنی پوری زندگی تعلیماتِ نبویؐ کی روشنی میں بسر کریں گے۔ اس کے ساتھ ہی عالمِ اسلام میں اتحاد و یکجہتی، تعاون و اشتراک کے لیے بھی کوششیں تیز تر کر دیں گے، تاکہ اُمت کے مجموعی فکری، علمی اور مادی وسائل کو مشترکہ طور پر مشترکہ مسائل کے لیے استعمال کیا جا سکے اور مسلمان پھر ایک بار دنیا کی امامت کا بار اٹھانے کے قابل بن سکیں۔ صدر نے کہا، وقت کا تقاضا ہے کہ مسلمان اجتماعی احساسِ ذمہ داری، فکری وحدت، حقیقت پسندانہ بصیرت اور جوشِ عمل کا مظاہرہ کریں۔ اسلام کے نام پر قائم ہونے والی نظریاتی ریاست کی حیثیت سے پاکستان پر اس سلسلے میں خصوصی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ صدر نے دعا کی کہ خدا ہمیں اپنے فرائض کی بجا آوری کی توفیق دے اور ہماری راہنمائی فرمائے تاکہ ہم روزِ حساب اپنے آقا کے حضور سرخرو ہو سکیں۔

وزیرِ اعظم محمد نواز شریف نے اپنے پیغام میں کہا ہے کہ نئی صدی اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کی صدی ہوگی۔ انسانوں کے وضع کردہ نظاموں نے دنیا کو نت نئے مسائل اور مشکلات کے سوا کچھ نہیں دیا۔ ان کی ناکامی کے بعد آج

دنیا پھر ایک نئے نظام کی تلاش میں ہے۔ عالم اسلام بھی مختلف تجربوں سے گزرنے کے بعد اسلام کے ابدی پیغام کی طرف رجوع کر رہا ہے۔ وزیرِ اعظم نے کہا ہے کہ پاکستان کے قیام کا مقصد یہی تھا کہ ہم اپنے ملک میں قومی زندگی کے ہر شعبے میں نظامِ اسلام رائج کر کے دنیا کو دکھا دیں کہ اسلام ہر دَور کے مسائل کو حل کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ موجودہ حکومت قیامِ پاکستان کے اس مقصد کو حل کرنے کے لیے بنیادی اقدامات کر رہی ہے، لیکن ان اقدامات کی کامیابی اسی صورت میں ممکن ہے، جب ہر فرد اس بات کا عہد کرے کہ وہ سیرتِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل پیروی کرے گا۔ انھوں نے ملک بھر کے عوام سے کہا کہ آج کے مقدس دن ہم سب یہ عہد کریں کہ اپنی پوری زندگی تعلیماتِ نبویؐ کی روشنی میں بسر کریں گے۔ فرقہ واریت کا جو زہر ہماری وحدتِ ملّی کو مسموم کر رہا ہے، اس کا خاتمہ کر کے اسلامی اخوت و مساوات اور وحدت و ہم آہنگی کا وہ نقشہ پیش کریں گے جو آغازِ اسلام میں ہمارا طرۂ امتیاز تھی۔"

(روزنامہ جنگ ۱۱ ستمبر ۱۹۹۲ء)

ملک کی دو انتہائی مقتدر شخصیتوں کے ارشادات پڑھ سن کر خوشی ہوئی —— کسی اسلامی ملک کے مسلم سربراہوں کے افکار و نظریات ایسے ہی ہونے چاہئیں!

لیکن رونا تو اس بات کا ہے کہ ہمارے ہاں فکر و عمل کا بیّن تضاد موجود ہے —— دونوں شخصیتوں نے اس نیک تمنّا کا اظہار فرمایا اور قوم کو یہ پیغام دیا ہے کہ ہر فرد یہ عہد کرے، وہ اپنی پوری زندگی تعلیمات و سیرتِ نبویؐ کی روشنی میں بسر کرے گا! —— جہاں تک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعلیمات کا تعلق ہے، تو یہ موہوم یا خیالی نہیں ہیں —— کامل و اکمل ہونے کی بناء پر ان میں ترمیم و تبدّل اور کمی بیشی بھی نہیں ہو سکتی —— علاوہ ازیں خود ساختہ، وضعی اور من گھڑت باتوں کو تعلیماتِ نبویؐ کہنا بھی غلط ہے، کیونکہ آپؐ کی تعلیمات وہ ہیں جو کتاب و سنت سے ثابت، ان میں موجود و محفوظ ہیں —— چنانچہ ہمیں اپنے اعمال و افعال کو اسی کسوٹی پر پرکھنا اور انھی کی روشنی میں ان کا جائزہ لینا ہوگا،

بلکہ ہمیں انہی کی حرف بحرف تعمیل کرنا ہوگی!

تب کیا یہ عرض کیا جا سکتا ہے کہ ملک بھر میں انفرادی، اجتماعی اور سرکاری سطح پر جو جشنِ عید میلاد النبیؐ منایا گیا ہے، حتیٰ کہ اس عید میلاد ہی کے موقع پر قوم کو اپنے سربراہوں کے مذکورہ پیغامات بھی پڑھنے سننے کو ملے ہیں، خود یہ جشنِ میلاد قرآنِ مجید کی کس آیت اور کس فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے؟ —— ہمیں "بنیاد پرست" کہا جائے یا "ملاں"، کے خطاب سے نوازا جائے —— "رجعت پسند" کہا جائے یا "دقیانوس" بتلایا جائے —— بحمداللہ ہمارے لیے یہ اطمینان کافی ہے کہ ہم دین کی ہر بات کتاب و سنت کے حوالے سے کرنے کے عادی ہیں —— لہٰذا ہمارا سوال بہرحال اپنی جگہ قائم ہے کہ اگر دین اپنی ہی طرف سے بنا لینے کی گنجائش موجود ہوتی، تو بعثتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا ضرورت تھی؟ آپؐ پر کتاب نازل کرنے کی وجہ، اور آپؐ کا کلمہ پڑھنا کیوں ضروری ٹھہرا؟ —— اسے "فرقہ واریت" کہہ کر گول بھی نہیں کیا جا سکے گا کہ یہ سنّتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی ان تعلیمات کا مسئلہ ہے، جن کا حوالہ صدر صاحب اور اور وزیرِ اعظم صاحب دونوں نے دیا ہے —— یہ وہ دائمی و ابدی، پاکیزہ تعلیمات ہیں کہ جن سے ایک انچ بھی ادھر ادھر ہٹنے کا نتیجہ سوائے ضلالت و گمراہی کے اور کچھ نہیں —— اور جن کا لحاظ رکھے بغیر "پوری دنیا کی امامت کا بار اٹھانا" تو درکنار، ہم اپنی نجی زندگی بھی نہیں سنوار سکتے کہ اس بنا پر "ہم روزِ حساب اپنے آقا کے حضور سرخرو ہو سکیں"!

ہاں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے روزِ حساب کی منظر کشی کرتے ہوئے ہمیں یہ بتلایا ہے کہ:

"اِنِّیْ فَرَطُکُمْ عَلَی الْحَوْضِ مَنْ مَّرَّ عَلَیَّ شَرِبَ وَمَنْ شَرِبَ لَمْ یَظْمَأْ اَبَدًا لَّیَرِدَنَّ عَلَیَّ اَقْوَامٌ اَعْرِفُهُمْ وَ یَعْرِفُوْنِیْ ثُمَّ یُحَالُ بَیْنِیْ وَبَیْنَهُمْ فَاَقُوْلُ اِنَّهُمْ مِّنِّیْ فَیُقَالُ اِنَّکَ لَا تَدْرِیْ مَآ اَحْدَثُوْا بَعْدَکَ فَاَقُوْلُ سُحْقًا سُحْقًا لِّمَنْ غَیَّرَ بَعْدِیْ"

(بخاری و مسلم، بحوالہ مشکوٰۃ، باب الحوض والشفاعۃ)

"میں حوضِ کوثر پر تمہارا استقبال کروں گا۔ جو میرے پاس آئے گا (حوضِ کوثر پر مجھ سے پانی) پئے گا۔ اور جس نے (ایک مرتبہ) پی لیا، اسے کبھی پیاس

نہیں ستائے گی۔ میرے پاس کچھ ایسے لوگ بھی آئیں گے کہ جنہیں میں پہچانتا ہوں گا اور وہ مجھے پہچانتے ہوں گے، پھر میرے اور ان کے درمیان (دیوار) حائل ہو جائے گی تو میں کہوں گا، یہ تو میرے ہیں، (انھیں آنے دیجیے!) اس پر کہا جائے گا، آپؐ نہیں جانتے کہ انھوں نے آپؐ کے بعد (دین میں) کیا نئی نئی باتیں شامل کر لی تھیں ـــــ تب میں کہوں گا: "دُوری ہو، دُوری ہو، اس کے لیے جس نے میرے بعد (دین کو) بدل دیا!"

تعجب ہے کہ اس وعید کے باوجود دین میں نت نئی خود ساختہ باتوں کو شامل کیا جا رہا ہے! ـــــ کیا یہ بات سوچنے کی نہیں کہ عید میلاد کی اگر کوئی شرعی حیثیت ہوتی تو کتاب و سنت کے صفحات اس کے تذکرہ سے خالی کیوں ہوتے، اور سیرتِ طیّبہ، ادوارِ صحابہؓ و تابعینؒ و تبع تابعینؒ میں اس کی نشاندہی کیوں نہ کی جا سکتی؟ ـــــ حقیقت یہ ہے کہ اسلام کی ابتدائی چھ صدیوں میں ہمیں عید میلاد النبیؐ نام کی کوئی چیز نظر نہیں آتی، ہاں مگر اب اسے دین و ایمان کا درجہ حاصل ہو چکا ہے! چنانچہ ملکِ عزیز میں پہلے صرف شیعہ ۱۰ محرم کو سنّیوں کے گھروں کے سامنے سے دندناتے، نعرے بلند کرتے ہوئے گزرتے تھے، اب بریلوی حضرات نے بھی ۱۲ ربیع الاول کو دیوبندی اور اہل حدیث کے دروازوں کے سامنے سے للکارتے ہوئے جارحانہ گزرنا شروع کر دیا ہے ـــــ ان حالات میں اگر صدر صاحب اور وزیرِ اعظم صاحب نے فرقہ واریت کے اس زہر کے خاتمہ کی تمناؤں کا اظہار فرمایا ہے، جو ہماری وحدتِ ملی کو مسموم کر رہا ہے، تو اس فرقہ واریت کی سرکاری سطح پر حوصلہ افزائی کون کر رہا ہے؟ حتیٰ کہ اب تو فرقہ وارانہ مضامین شاملِ نصاب کر دیئے گئے ہیں، اور قومی تعلیمی ادارے اور ذرائع ابلاغ بھی اس فرقہ واریت سے محفوظ نہیں رہے! ـــــ صدر صاحب نے حقیقت پسندانہ بصیرت کی بات کی ہے، ہمارے خیال میں ہماری یہ گزارشات اس کے مطابق ہی ہیں، اس کے برعکس نہیں!

وزیرِ اعظم صاحب نے یہ بھی فرمایا ہے کہ موجودہ حکومت قیامِ پاکستان کے مقصد کو حل کرنے کے لیے بنیادی اقدامات کر رہی ہے، نیز یہ کہ قیامِ پاکستان کا مقصد اس ملک میں قومی زندگی کے ہر شعبے میں نظامِ اسلام کو رائج کرنا تھا ـــــ مؤخر الذکر بات قرآنِ مجید نے ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے:

"اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ـــ الآية" (الحج : ۴۱)

"جن لوگوں کو ہم "تمکّن فی الارض" عطا فرماتے ہیں، وہ نماز قائم کرتے، زکوٰۃ ادا کرتے، نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے منع کرتے ہیں!"

یہ وہ بنیادی اقدامات ہیں جو کسی اسلامی حکومت کا لازمہ ہیں ـــ لیکن آج جو "بنیادی اقدامات" ہم دیکھ رہے ہیں، وہ یہ ہیں کہ ملک میں سرکاری سطح پر بدعات کو فروغ دینے کے علاوہ حکومت کے ایک وزیر نے اسلام کے اہم بنیادی رکن نماز کو براہِ راست نشانہ بنایا ہے[1]، لیکن کسی کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگی! ـــ ایک دوسرے وزیر زکوٰۃ سمیت پورے اسلامی نظامِ معیشت پر رہ رہ کر حملہ آور ہیں ـــ یہی نہیں، بلکہ سودی نظام کی حمایت و وکالت میں مسلسل بڑکیں مار رہے، اور "ملّاں، ملّاں" کی پیہم رٹ لگاتے ہوئے اپنی اسلام دشمنی کا ثبوت مہیا کرنے کے علاوہ، متانت، وقار اور معقولیت تک کو خیرباد کہہ چکے ہیں، لیکن ان کی ہرزہ سرائیوں[2] کا کسی نے نوٹس نہیں لیا! ـــ ایک تیسرے صاحب نے طالبانِ علومِ کتاب و سنت کو مدرسوں کی بجائے جیلوں میں بھیجنے کا مژدہ سنایا ہے ـــ "لوٹے" کے حوالے سے، جسے نمازی وضو و طہارت کے لیے استعمال کرے تو یہ فعل "سنّتِ رسولؐ" کہلاتا ہے، مولویوں کا مذاق اڑایا ـــ اور ٹخنے ننگے رکھنے کے فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تمسخر اڑایا ہے[3]! ـــ اس کے ساتھ ہی ساتھ اگر تحفظِ ناموسِ رسالت کے بل بھی پاس ہو رہے ہیں، اور "سیرتِ رسولؐ، تعلیماتِ نبویؐ اور اسلام کی نشاۃِ ثانیہ" کا نام بھی لیا جا رہا ہے، تو اس پر سیرتِ رسولؐ اور تعلیماتِ نبویؐ (یعنی قرآنِ مجید[4]) ہی کی روشنی میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ :

"يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ" (الصّف : ۲-۳)

"ایمان والو، ایسی باتیں کیوں کہا کرتے ہو، جو کیا نہیں کرتے؟ ـــ اللہ تعالیٰ

---

[1] [2] [3] : حوالہ جات کے لیے دیکھیے بالترتیب "جنگ" لاہور، ۶ ستمبر ۹۲ء "مساوات" لاہور، ۱۴ ستمبر ۹۲ء ـ "جنگ" لاہور، ۲۸ اگست ۹۲ء [4] "كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰنُ" "حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق (و سیرت) قرآنِ کریم ہی تھا" اور آپؐ معلّمِ قرآن بھی تھے۔

اس سے سخت بیزار ہے کہ ایسی بات کہو، جو کرتے نہیں !"

اس قول و فعل کے تضاد ہی کا یہ نتیجہ ہے کہ ملکِ عزیز مسلسل مصائب کی زد میں ہے ــــ حالیہ سیلاب نے جو تباہی پھیلائی ہے، مدتوں تک اس کے اثرات محسوس کیے جاتے رہیں گے کہ مالی نقصانات کے علاوہ سیلاب کا ریلا جس طرف بڑھا، لاشوں کے انبار چھوڑتا چلا گیا ــــ یہ قدرت کی طرف سے ایک انتباہ ہے، جس سے اگر ہم نے عبرت نہ پکڑی تو خدانخواستہ اس سے بڑی کوئی مصیبت بھی نازل ہو سکتی ہے ! ــــ ہمیں اس سے انکار نہیں کہ سرکاری، اور عوامی سطح پر بھی مصیبت زدگان کے لیے بہت کچھ کیا گیا ہے ــــ (اللّٰھم زد فزد!) لیکن مسئلے کا حل صرف یہی نہیں ! ــــ عذابِ الٰہی کا کوڑا جب حرکت میں آتا ہے تو ہم سب نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ مادی وسائل اس کے سامنے تنکوں کا انبار ثابت ہوتے ہیں ــــ لہٰذا کرنے کا اصل کام وہی ہے جس کی نشان دہی صدر صاحب اور وزیر اعظم صاحب نے فرمائی ہے :

> ہر فرد یہ عہد کرے کہ وہ سیرتِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل پیروی کرتے ہوئے اپنی پوری زندگی تعلیماتِ نبوی کی روشنی میں بسر کرے گا !

اس سلسلہ میں ہمیں مزید صرف یہ کہنا ہے کہ یہ بات انھوں نے اپیل کے رنگ میں کہی ہے ــــ حالانکہ اقتدار میں ہونے کے باوصف انھیں اپیلیں کرنے کی ضرورت نہیں، اس عہد کی پابندی کرنا اور کرانا ان کی ذمہ داری ہے ــــ رب العالمین کی طرف سے بھی اور عوام کی طرف سے بھی ! ــــ لہٰذا اگر یہ بات انھوں نے کہہ ہی ڈالی ہے، تو پھر دیر کاہے کی ؟ ــــ بسم اللہ کریں اور اپنی اس اپیل کو ملک کا قانون بنا دیں ــــ اعلان فرما دیں کہ آج کے بعد اس ملک میں خالصتاً کتاب و سنت کی حکمرانی ہوگی ! ــــ وہ دیکھیں گے کہ عوام کی دعاؤں کے علاوہ رب کی نصرت و رحمت بھی ان کے شاملِ حال ہوگی :

"إِن تَنصُرُوا اللَّهَ يَنصُرْكُمْ !" (محمد : ۷)

"اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری مدد فرمائے گا !"

یہ رب کا وعدہ ہے ــــ اور اللہ رب العالمین سے بڑھ کر کون سچا ہو سکتا ہے :

"وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ قِيلًا ؟" (النساء : ۱۲۲)

۔ وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ !

(اکرام اللہ ساجد)